فریاد

عطاء اللہ شہاب
رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس

ایک رات سلطان محمود غزنوی سو رہا تھا کہ یکا یک اس کی آنکھ کھل گئی، پھر لاکھ چاہا کہ دوبارہ نیند آجائے مگر نیند کوسوں دور نکل چکی تھی، بستر پر تڑپتا اور کروٹیں بدلتا رہا، جب کسی طرح آنکھ نہ لگی، تو خدا ترس بادشاہ کو خیال آیا کہ شاید کوئی مظلوم فریاد لایا ہے، یا کوئی فقیر بھوکا آیا ہے، اس لیے نیند اچٹ گئی ہے، غلام کو حکم دیا" باہر جا کر دیکھو کون ہے، غلام نے باہر جا کر دیکھا تو کوئی نہ تھا، واپس آکر کہا: جہاں پناہ! کوئی شخص نہیں، محمود نے پھر سوچا کہ سو رہے، مگر نیند نہ آنی تھی نہ آئی، وہی بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہوگئی، غلاموں کو دوبارہ کہا، "اچھی طرح دیکھ آؤ کون دادخواہ آیا ہے، غلام دوڑے ہوئے گئے، اِدھر اُدھر دیکھا اور واپس آکر بولے، "حضور کوئی نہیں ہے"

سلطان کو شبہ ہوا کہ شاید غلام تلاش کرنے سے جی چراتے ہیں، غصہ میں خود کھڑا ہوا اور تلوار ہاتھ میں لیے باہر آگیا، بہت تلاش کی، مگر کوئی شخص نظر نہ آیا، قریب ہی ایک مسجد تھی، اس کے دروازے پر آکر اندر کی طرف جھانکا تو آہستہ آہستہ کسی کے رونے کی آواز، قریب پہنچ کر دیکھا تو ایک شخص فرش پر پڑا ہوا نظر آیا اس کا منہ زمین سے لگا ہوا تھا، آنکھوں سے آنسو جاری تھے، آہیں بھر رہا تھا اور چپکے کہہ رہا تھا: "سلطان کا دروازہ بند ہے، مگر اے سبحان تیرا دروازہ تو کھلا ہے۔ محمود ولی سو رہا ہے تو حرج نہیں کہ معبودِ ازلی تو جاگ رہا ہے۔" محمود یہ سن کر اس کے بالکل قریب پہنچ کر بولا: "محمود کی شکایت کیوں کرتا ہے، وہ تو تیری تلاش میں ساری رات بے چین رہا، بتا تجھے کیا تکلیف ہے؟ کس نے ستایا ہے؟ کیوں اور کس غرض سے آیا ہے؟" یہ سن کر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور پھوٹ پھوٹ کر روتا ہوا بولا: "حضور! ایک درباری کے ہاتھوں ستایا ہوا ہوں، مگر اس کا نام نہیں جانتا، اس نے میری عزت خاک میں ملادی، آدھی رات کو مستی کے عالم میں میرے گھر آتا ہے اور میری شریک حیات کی عصمت کو داغدار کرنے کی کوشش کرتا ہے، اگر آپ نے اس تلوار کی مدد سے اس داغ کو نہ دھویا تو کل قیامت کے دن میرا ہاتھ ہوگا اور آپ کا گریبان"۔

یہ سن کر محمود کو مذہبی غیرت اور شاہی حمیت کے جوش سے پسینہ آگیا، غصہ سے کانپتی ہوئی آواز میں بولا:

"بتا، کیا اس وقت بھی وہ ملعون وہیں ہوگا؟" اس شخص نے جواب دیا: "اب تو بہت رات گذر چکی ہے، شاید چلا گیا ہو، لیکن مجھے ڈر ہے کہ وہ پھر آئے گا" سلطان نے کہا: "اچھا اس وقت تو جاؤ، مگر جس روز، اور جس وقت وہ آئے تو مجھے اطلاع کردو" اس شخص نے سلطان کو دعا دی اور رخصت ہو کر چلا ہی تھا کہ سلطان نے ٹھہرنے کا حکم دیا، اور پہرے داروں سے کہا کہ: دیکھو یہ جس وقت بھی آئے خواہ میں سوتا ہوں یا جاگتا فوراً اس کو مجھ تک پہنچادو"۔

اتنا کہہ کر محمود اپنے محل کی طرف لوٹ گیا اور وہ شخص اپنے گھر چلا گیا۔

تیسری رات وہ شخص شاہی محل سرا کے دروازے پر پہنچا، پہرہ داروں نے اس کی شکل دیکھتے ہیں سلطان کی خدمت میں پہنچادیا، سلطان جاگ رہا تھا، تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور بولا، چلو، رات کو اس شکار کرنے والی لومڑی تک مجھے لے چلو، یہ سن کر وہ شخص آگے ہولیا اور سلطان اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا، گھر پہنچ کر اس شخص نے سلطان کو وہ جگہ بتائی جہاں وہ ظالم شخص خزانہ کا سانپ بنا سو رہا تھا، سلطان نے تلوار کا ایک بھر پور ہاتھ ایسا جمایا کہ تمام فرش پر انصاف کا لالہ زار کھل گیا، اس کے بعد سلطان مڑا اور مظلوم صاحب خانہ کو بلا کر فرمایا: ''اب تو محمود سے خوش ہو! '' یہ کہ کر محمود نے مصلی منگوایا اور ایک طرف بچھا کر دو رکعت شکرانے کی نماز پڑھی''۔

نماز سے فارغ ہو کر اُس شخص سے مخاطب ہو کر پوچھا'' گھر میں کچھ کھانے کو ہے تو لاؤ'' اس شخص نے جواب دیا: ''ایک چیونٹی سلیمان کی کیا خاطر کر سکتی ہے، جو کچھ ہے حاضر کرتا ہوں'' یہ کہہ کر دستر خوان ڈھونڈ کر سوکھی روٹی کے کچھ ٹکڑے لیے ہوئے آیا اور سلطان کے سامنے رکھ دیئے۔ سلطان نے اس رغبت اور شوق سے یہ ٹکڑے کھائے کہ شاید عمر بھر میں کوئی لذیذ غذا اس طرح نہ کھائی ہوگی، کھانے سے فارغ ہو کر سلطان نے اس شخص سے کہا، معاف کرنا میں نے تمہیں کھانے کے لیے تکلیف دی، لیکن سنو، بات یہ ہے کہ جس روز تم ملے اور اپنا دکھڑا سنایا، اس وقت میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک اس خبیث کے سر اس کے شانے سے جدا کر کے تمہارے گھر کو پاک نہ کر دونگا رزق کو حرام سمجھوں گا۔ پھر دو رکعت نماز میں نے شکرانے میں پڑھی، جس پر تم حیران ہو رہے ہوگے، لیکن سنو، اس شخص کے متعلق مجھے اندیشہ تھا کہ میرے بیٹوں میں سے کوئی ہوگا۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میرے درباریوں اور مصاحبوں کو اتنی جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ میرے مزاج سے واقف ہوتے ہوئے ایسی حرکت کریں، میں جس قدر زیادہ سوچتا گیا اسی قدر میرا یقین بڑھتا گیا کہ اتنی بڑی گستاخی کی جرأت صرف بادشاہ کی اولاد ہی کر سکتی ہے کیونکہ عام طور پر غرور کے نشہ میں مست رہتے ہیں۔ چنانچہ میں تمہارے ساتھ اپنے کسی فرزند کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا تھا، جب میں نے صورت دیکھی تو معلوم ہوا کہ یہ میرا فرزند نہیں، کوئی غیر شخص ہے، اس لیے میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ پر آتش و بارود کی جو بارش کی گئی، اس سے پاکستان کی قومی تاریخ میں ایک ایسی المناک اور دردناک داستان کا اضافہ ہو چکا جو جب کبھی اور جہاں کہیں پڑھی جائے گی پڑھنے والوں کو ایسا رُلا اور تڑپائے گی کہ

جگر پاش پاش، آنکھیں نمناک، روح منقبض اور جسم شل ہوتا محسوس ہوگا' فہم و ادراک کی ساری راہیں یکدم و یکسر مسدود ہوتی جائینگی۔

ایک ہیجانی کیفیت آدمی کو اپنی لپیٹ میں لیے رکھنے کا گمان، غالب ہونے کا تصور ابھرے گا اور تادیر ابھرتا رہے گا۔

مستقبل کا قاری جب اس دل خراش واقعہ کو پڑھنے بیٹھے گا تو اس کا سکون عنقا' چین غارت، اور دل پارہ پارہ ہو جائے گا۔

عورتوں کے حقوق کے علمبرداروں کے حکم پر جامعہ حفصہؓ کی طالبات کے ساتھ ظلم و جبر کی ایک المناک اور سفاک چنگیزی روایت دھرائی گئی کہ،

فلک بھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے　　زمیں بھی تھر تھر کانپ رہی ہے
پہاڑ بھی دہل رہے ہیں　　بحر و بر میں گریہ و زاری ہے
چرند و پرند ماتم کناں ہیں　　جمادات و نباتات انگشت بدنداں ہیں
پرائے محو حیرت ہیں اور　　اپنے دم بخود ہیں

کہ خدایا، دَم بدم یہ کیا ہوگیا، دشتِ لیلیٰ کی یہ خوفناک تاریخ کس نے، کیوں کر اور کس کی خوشنودی کے لیے دہرائی۔ کرب و بلا کی ہولناکی پھر سے دھرا کر مندمل زخموں پر نمک پاشی کا یہ کونسا موسم تھا۔

غازیؒ اور اس کے مرد رفقاء تمہاری لغت میں تو ٹھہرے دہشت گرد انتہا پسند، ترقی کے دشمن، اکسٹریمسٹ اور فنڈا منٹلسٹ، لیکن ان سینکڑوں اور ہزاروں، یتیم، معصوم اور بے یار و مددگار بچیوں کا کا کیا جرم تھا، کل حشر کے روز بأيّ ذنب قتلت، کی صدائے حق بلند کی گئی تو تم کس منہ سے جواب دے سکو گے؟

آدم اول سے لیکر آدم آخر تک بے شمار اور لاتعداد انسانوں کے اجتماع میں خدائے قہار و جبار چنگیز صفت حکمرانوں سے پوچھیں گے کہ میری ان پیاریوں کو کس جرم کی پاداش میں اتنی بڑی سزا دی گئی۔

جامعہ حفصہؓ کی طالبات کی دلدوز چیخوں سے سینۂ افلاک چر گیا ان کی آہ و بکا سے تحت الثریٰ سے تا عرشِ بریں ہل گیا۔

ننھی کلیاں، ابو، امی، چچا، ماموں اور بھائی جان کی صدائیں بلند کرتی رہیں قرآن کے نسخوں کے ورق ورق چھلنی ہوتے رہے۔

بخاری شریف سمیت صحاح ستہ کی کتب کے صفحات پرزے پرزے ہو کر فضا میں بکھرتے رہے۔

قوم و ملت کی عزت مآب، بیٹیوں اور بہنوں کے آنچل لہولہان ہوتے رہے' بچیوں کے کھلونے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے رہے۔

علمی درس گاہ کا تقدس لٹتا رہا۔

خواتین کے حقوق کے محافظوں کے عہد حکومت میں خواتین کے حقوق کی دھجیاں اڑائی گئیں۔

حکمرانو! تمہاری پالیسیوں کی نحوست سے مسلمان، مسلمان کا گلہ کاٹنے پر آ رہا ہے' غازی رشید ہوں کہ کرنل ہارون الاسلام دونوں میری قوم کے شہسوار تھے ان کی قوت یکجا کرنے کی بجائے تم نے غیروں کو خوش کرنے کیلئے دونوں کو باہم آپس میں لڑا دیا۔

غازی اور ہارون کے معصوم بچے...... جامعہ حفصہؓ کی معصوم طالبات...... لال مسجد کے شہداء،...... پاک ملک اور پاک فوج کے شہید جواں......

اپنی بے بسی، اپنے دکھ اور اپنے غم کی فریاد کہاں اور کس سے کریں کہ...... جہاں بے درد حاکم ہو وہاں فریاد کیا کرنا۔

☆......☆......☆